فکر و نظر............ اسلام آباد جلد: ۴۴ شمارہ: ۲

حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد

ڈاکٹر عرفان خالد ڈِھلوں☆

حیاتِ نبویؐ میں کسی شخص کے اجتہاد کے جواز پر علمائے اصول کا اختلاف ہے۔ ان کا ایک قلیل گروہ اس کی مطلق ممانعت کا قائل ہے جن میں ابو علی محمد بن عبد الوہاب جُبائیؒ معتزلی (م۳۰۳ھ) اور ان کے بیٹے ابو ہاشم عبدالسلام جُبائیؒ معتزلی (م ۳۲۱ھ) وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرامؓ خواہ آپ کے پاس تھے یا دور، کسی کو اجتہاد کی اجازت نہیں تھی(۱)۔ ان اصولیین کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حیاتِ نبویؐ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ کا حکم معلوم کرنا ایک مجتہد کے لیے ممکن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیے بغیر اور ہٹ کر اجتہاد کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اجتہاد کا حکم غالب گمان پر ہوتا ہے ،جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والا حکم مبنی بروحی اور قطعی ہے۔ وحی اور قطعی علم سے انحراف کر کے گمان اور ظن کی طرف رجوع جائز نہیں ہے۔ ایسا کرنا نص اور اجماع کو چھوڑ کر قیاس سے کام لینا اور قوی ترین کو ترک کر کے کمزور ترین کی طرف جانے کے مترادف ہے۔

۳۔ اجتہاد میں غلطی کا امکان ہے، جبکہ نص غلطی سے محفوظ ہے۔ حیاتِ نبویؐ میں ایک شخص نص سے حکم معلوم کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ محفوظ راستہ پر چلنے کی قدرت رکھنے کے باوجود پُر خطر راستہ پر چلنا عقلاً قبیح ہے اور قبیح کو عقل ناجائز قرار دیتی ہے۔

۴۔ صحابہ کرامؓ مسائل کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اگر اجتہاد کی اجازت ہوتی تو وہ آپ کی طرف مراجعت نہ کرتے اور ان کے اجتہادات نقل ہوتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ہونے والے اجتہاداتِ صحابہؓ منقول ہیں۔

۵۔ عہدِ نبویؐ میں وقوعِ اجتہاد کے دلائل اخبارِ آحاد(۲) ہیں اور اخبارِ آحاد مسائل قطعیہ میں حجت نہیں ہیں۔

☆ ریسرچ ایسوسی ایٹ، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۶۔ اگر خبر واحد کو حجت مانا جائے تو یہ صرف اس کے لیے حجت ہے جس کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ خبر واحد کی حجیت میں عموم نہیں ہے۔

جمہور اصولیین کی رائے

جمہور علمائے اصول کے نزدیک حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی اجازت تھی اور اس عہد میں صحابہؓ کے اجتہادات وقوع پذیر بھی ہوئے تھے۔ البتہ مجوّزین اس مسئلہ کی تفصیل میں اختلاف رکھتے ہیں:

پہلی رائے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید رہنے والے صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی اجازت تھی لیکن آپ کے پاس موجود صحابہؓ کو اس کی اجازت نہیں تھی(۳)۔ یہ رائے شافعی علماء ابن الصباغ (م۴۷۷ھ) اور امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) کی ہے۔ امام جوینیؒ (م۴۷۸ھ) بھی اسی طرف میلان رکھتے ہیں۔ ان علماء کے چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور مجتہد صحابی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ میں قطعی اور یقینی علم کا ادراک وحصول مشکل تھا۔ اگر دُور رہنے والے مجتہد کو اجتہاد کی اجازت نہ ہوتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات تک مسئلہ کا حکم مؤخر کر دیتا تو اس سے انسانی مصالح کا نقصان ہوتا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کے جواز پر حضرت معاذ بن جبلؓ کا واقعہ بطور دلیل موجود ہے جو حضرت معاذؓ کے بعض اصحاب سے روایت کیا گیا ہے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں اجتہاد کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروبن العاصؓ کو بعض مقدمات کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تھا(۴) اور حضرت عقبہ بن عامرؓ کو بھی ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تھا(۵)، تو امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث معاذؓ مشہور روایت ہے، امت نے اسے قبول کیا ہے جبکہ دوسری روایات اخبارِ آحاد ہیں جو ثابت نہیں ہیں۔ اگر وہ ثابت ہوں بھی تو احتمال ہے کہ یہ ان دونوں صحابہؓ کے لیے خاص ہوں یا کسی معین واقعہ کے لیے ہوں(۶)۔ کتنے فاصلے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری شمار کیا جائے؟ اس بارے میں امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ جو صحابی ایک فرسخ(۷) اور اس سے زیادہ فاصلہ پر ہوتا، وہ اجتہاد سے کام لیتا تھا(۸)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید صحابہؓ کے لیے اجتہاد کے جواز میں بھی اصولیین کی دو آراء ہیں: بعض اسے مطلق جائز قرار دیتے ہیں اور بعض کے نزدیک حیاتِ نبویؐ میں صرف ان کو

اجتہاد کی اجازت تھی جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی یا والی بنا کر دوسرے علاقوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔

دوسری رائے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کی اجازت تھی اور صرف اس صحابی کو اجتہاد کی اجازت تھی جسے آپ نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا(۹) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کو محصورین بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا تھا(۱۰)۔ البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کے ازخود کیے گئے اجتہاد کو برقرار رکھا تو ایسا اجتہاد جائز ہے، جیسے کافر مقتول کا سامان اسے قتل کرنے والے مسلمان سپاہی کو ملنے کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اجتہاد (۱۱)۔ ابو عبداللہ محمد بن یحیٰی جرجانیؒ حنفی (م۳۹۷ھ) کا موقف ہے کہ اذنِ نبویؐ سے اجتہاد جائز ہے، اس کے بغیر جائز نہیں ہے(۱۲)۔

حنفی فقیہ اصولی امام ابوبکر جصاصؒ (م۳۷۰ھ) کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کا اجتہاد دو صورتوں میں جائز تھا:

۱۔ ایک یہ کہ جب آپ نے صحابہؓ سے مشورہ طلب فرمایا، جیسے اسیرانِ بدر کا معاملہ۔

۲۔ دوسری حالت یہ کہ آپ کی موجودگی میں صحابہؓ نے آراء پیش کیں یا اجتہاد سے ماخوذ حکم بتایا۔ اگر آپ نے اسے منظور فرمایا تو ایسا اجتہاد صحیح ہے اور اگر مسترد فرمایا تو وہ اجتہاد باطل ہے۔ یہ جائز نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسا اجتہادی حکم مستقل طور پر نافذ کر دیا جائے جس کی آپ نے اجازت نہ دی ہو(۱۳)۔

تیسری رائے: اگر کسی صحابی کو اجتہاد سے منع نہیں کیا گیا تو اسے حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد کی اجازت تھی(۱۴)۔

چوتھی رائے: صحابی کا اجتہاد معلوم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت فرمانا اس اجتہاد کی قبولیت کے لیے کافی ہے(۱۵)۔

پانچویں رائے: اگر اجتہاد احکام میں ہوتا جیسے کسی چیز کو فرض یا حرام قرار دینا، تو ایسے اجتہاد کی اجازت نہیں تھی، اس کے علاوہ دیگر مسائل میں اجتہاد کی اجازت تھی۔ یہ رائے امام ابن حزمؒ ظاہری (م۴۵۶ھ) کی ہے(۱۶)۔

چھٹی رائے: اکثر اصولیین کے نزدیک حیاتِ نبویؐ میں اجتہادِ صحابہؓ کی مطلق اجازت تھی، خواہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوں یا آپ سے دور(۱۷)۔ البتہ سیف الدین آمدیؒ شافعی (م۶۳۱ھ) اور ابن حاجبؒ مالکی (م۶۴۶ھ) کے نزدیک حیاتِ نبویؐ میں وقوعِ اجتہاد کے متعلق یقینی طور

پر نہیں کہا جا سکتا۔ یہ محض گمان ہے کہ انہوں نے عہدِ رسالت میں اجتہاد کیا تھا۔ ان دونوں علماء کا قولِ مختار یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اجتہاد جائز تھا(۱۸)۔

حیاتِ نبویؐ میں اجتہادِ صحابہؓ کے مطلق جواز پر قائلین کا استدلال درج ذیل ہے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر مامور تھے کہ آپ صحابہؓ کو شریکِ مشورہ کریں۔ قرآن مجید میں ہے:

[illegible] [آل عمران ۱۵۹:۳]

اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ اپنے کاموں میں اُن سے مشورہ لیا کریں۔

مشورہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک صحابہ کرامؓ اجتہاد نہ کریں اور اپنی آراء نہ دیں۔

۲۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں اور آپ سے دور اجتہاد کی اجازت ہے تو آپ کے پاس ہوتے ہوئے اجتہاد کا جواز بدرجہ اولیٰ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور اور آپ کی عدم موجودگی میں اجتہادی غلطی کا استدراک ممکن نہیں ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیے گئے اجتہاد میں تلافیٔ خطا ممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کرنا گویا کتاب و سنّت سے اجتہاد کرنا ہے۔

۳۔ ایسے واقعات مروی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید دونوں صورتوں میں صحابہؓ نے اجتہادات کیے۔ یہ واقعات اس بات پر دلیل ہیں کہ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اجتہاد جائز تھا۔ مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکرؓ نے کافر مقتول کے سامان کے مسئلہ پر اجتہادی رائے دی (۱۹)۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے محصورین بنو[illegible] کا فیصلہ کیا(۲۰)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید صحابی کے اجتہاد کی ایک مثال وہ واقعہ ہے جب حضرت عمارؓ کو دورانِ سفر غسل کی حاجت ہو گئی تھی۔ انہوں نے مٹی میں لوٹ کر نماز پڑھ لی(۲۱)۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اجتہادِ صحابہؓ کا پتہ چلتا ہے(۲۲)۔

مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

قائلین نے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں:

۱۔ یہ اعتراض کہ قطعی علم کی طرف رجوع کا امکان ہوتے ہوئے غالب گمان کے ساتھ اجتہاد جائز نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ قطعی علم کی طرف رجوع کا امکان غالب گمان کے ساتھ اجتہاد سے

منع نہیں کرتا۔ جیسے خبر واحد پر عمل جائز ہے اگرچہ خبرِ جماعت کی طرف رجوع ممکن ہو۔ یہ اسی طرح جائز ہے جیسے کوئی شخص اس چیز کی بنیاد پر فیصلہ کرے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے پاس پہلے ہی سے پہنچ گئی ہو، اگرچہ اس کے لیے ممکن ہو کہ وہ قولِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع اور اس قول کی صحت پر یقین کرے۔ لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد ایسا ہے جیسے صحابی علم کی بنیاد پر حکم دے رہا ہے کیونکہ غلطی کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے اجتہاد سے روک دیں گے۔ پس لازم ہے کہ نبی کی موجودگی میں اجتہاد جائز ہو(۲۳)۔

۲۔ یہ بات کہ صحابہ کرامؓ مختلف وقائع کا حکم معلوم کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع فرماتے تھے، ممکن ہے ایسا ان واقعات میں ہو جہاں صحابہؓ کو اجتہاد کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو۔ اگر وجہ معلوم ہو جائے تو پھر مقصود تک پہنچنے کے لیے دو صورتوں میں سے ایک پر انسان قادر ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرے۔ یہ واضح بات ہے کہ اجتہاد ایک طریقہ ہے جسے اختیار کر کے حکم تک پہنچا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا بھی ایک طریقہ ہے(۲۴)۔

۳۔ یہ اعتراض کہ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جوازِ اجتہاد پر روایات کا تعلق اخبارِ آحاد سے ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ اخبارِ آحاد ہیں لیکن اُمت انہیں قبول کرتی آئی ہے۔ اب یہ کہنا درست ہے کہ یہ روایات بالاتفاق قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں(۲۵) اور فقہاء کی طرف سے اخبارِ آحاد کو قبول کرنے اور ان پر عمل ہونے کی وجہ سے یہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں(۲۶)۔

۴۔ یہ درست نہیں کہ ان اخبارِ آحاد سے عموم ثابت نہیں ہوتا۔ یہ عموم کا فائدہ دیتی ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معاصر کے لیے آپ کی موجودگی میں اجتہاد کا جواز ثابت ہے تو اس سے بوقت ضرورت دوسروں کے اجتہاد کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

حیاتِ نبویؐ میں اجتہادِ صحابہؓ کے جواز اور عدم جواز پر فریقین کے دلائل کی روشنی میں قائلین کا موقف راجح نظر آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی زندگی کے مطالعہ سے یہ بات علم میں آتی ہے کہ اس دوران صحابہ کرامؓ کو متعدد مرتبہ ایسی صورت حال پیش آئی جب انہوں نے اجتہاد کا طریقہ اختیار کیا۔ یہ تاریخی شواہد حیاتِ نبویؐ میں اجتہاداتِ صحابہؓ کے واضح دلائل ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی تربیت

اہم بات یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ میں اجتہادی جوہر پیدا کرنے پر خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی تربیت دی اور قیاس

سے کام لینا سکھایا۔ ان میں یہ صلاحیت پیدا کی کہ و ہ قرآن و سنّت کی روشنی میں غیر منصوص احکام کو منصوص احکام پر قیاس کرکے انسانی مسائل کا حل تلاش کریں۔ مثلاً حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(٢٧)änxÂ Üjnxn h]ç ' Ö] ‡vjnxÊ äiç ' oÊ ÜÒ ,u] Ô •]ƒ]

جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو ذہن پر زور ڈال کر سوچے کہ ٹھیک کیاہے، پھر اس پر اپنی نماز پوری کرے۔

اس حدیث کی رو سے ہر صحابی خواہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور، وہ اس صورتِ حال میں اپنے غالب گمان اور اجتہاد سے حکم شرعی معلوم کرے گا۔ یہ حدیث اس بات پردلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی نبویؐ اجازت تھی۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

!Üñ^ ' kþœæ ð^Ú k – Û – Ûi çÖ kmœ…œ

تمہارا کیا خیال ہے اگرتم روزے کی حالت میں کلی کرو۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر خاموش رہو(٢٨)۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ کو قیاس کر کے اس کی نظیر کی طرف لوٹا دیا اور اس لوٹانے کی وجہ بیان فرما دی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو یہ تعلیم دی کہ وہ یوں اجتہاد کرکے اپنے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کر سکتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مال و دولت والے سب اجر لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے زائد اموال میں سے صدقہ دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ØÒ æ ĕÎ, ' èvnfŠi ØÓe áž äe áçÎ ' i ^Ú ÜÓÖ ä‡Ö] ØÃq ,Î < ³nÖ æ
àÂ oãþ æ ĕÎ, ' Í æ†ÃÛÖ^e †Ú] æ ĕÎ , ' é,nÛvi ØÒ æ ĕÎ , ' é†nfÓi
!ĕÎ, ' ÜÒ ĝu] Ä – ë oÊ æ ĕÎ , ' †ÓßÚ

تمہارے لیے بھی اللہ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم صدقہ ہے، بُری بات

سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے جزوِ بدن میں صدقہ ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

oÊ ^ãÃ • æ]ƒ] Ôö „ÓÊ …‡æ ^ãnÊ än×Â á^Ò œ Ý]†u o³Ê ^³ãÃ³ • æ ç³ö Ü³jmœ…œ

(٢٩)]†q] äö á^Ò Ù ¡ vö]

تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اپنی شہوت کو حرام میں صرف کرے تو اس پر اسے وبال ہو گا۔ اسی طرح جب وہ اسے حلال میں صرف کرتا ہے تو اس کے لیے اجر ہے۔

یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو اجتہاد کی تربیت دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع چیز کو اس کے مقابلے کی حلال چیز پر قیاس کرکے انہیں بتایا کہ کسی چیز کا حکم اس کی نظیر کے لیے بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرے پاس کوئی اونٹ ہے؟ اس نے کہا :ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا: سرخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اُن میں کوئی کالے رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کہاں سے ہوا؟ اس نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اصل (کسی رگ) نے ایسا بے رنگ نکالا ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: äÂ^þ]„â Ôß³e] Ø³Ã³x³Ê Ñ†³³³³³Â (٣٠) تیرے اس بچہ کو بھی شائد اس (رگ) ہی نے نکالا ہو۔ یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو سکھایا کہ وہ اپنے بچے کے اختلافِ رنگ کو اونٹ کے بچے کے اختلافِ رنگ پر قیاس کرے اور اس کے رنگ کا حکم اپنے بچے کے رنگ پر لگائے۔

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کی ماں نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکی۔ کیا وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

ä#Ö^Ê ä#Ö]]ç – Î] [ẽn • ^Î kßÖœ àm• ÔÚ] o×Â á^Ò çö kmœ…œ ^ãßÂ o ìr üü

(٣١)ð^ÊçÖ^e Ðu]

اس کی طرف سے حج کرو۔ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہ

کرتی؟ اللہ (کا حق) ادا کرو۔ اللہ کا حق سب سے زیادہ لائق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ اس کی ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے۔ کیا وہ اس کی قضا رکھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا:

؟^ãßÂ än • ^Î kßÒ œ àm • ÔÚ] o×Â á^Ò çÖ

اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا اسے تم ادا کرتے؟

اس شخص نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فدین اللّٰہ أحق ان یُقضی** (۳۲)۔ اللہ کا قرض زیادہ حق دار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

ایک واقعہ اس عورت کا ہے جس کی ماں مر گئی تھی اور اس پر نذر کے پے در پے روزے تھے(۳۳)۔ اس شخص کا ایک واقعہ مروی ہے جس کی بہن حج کی منت مان کر بغیر حج کیے فوت ہو گئی تھی(۳۴)۔ ایسا ہی ایک واقعہ اس شخص کا ہے جس کا بوڑھا والد حج کیے بغیر فوت ہو گیا تھا(۳۵)۔ ان واقعات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حج کی نذر اور روزوں کے کفارہ کو قرض کی ادائیگی پر قیاس کرنا سکھایا۔

یہ واقعات منصب نبوت کا یہ پہلو بھی سامنے لاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو اجتہاد کی تربیت دی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں، آپ سے بعید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کارِ نبوت یعنی انسانی مسائل کا شرعی حکم معلوم کرنا بغیر کسی رکاوٹ، توقف اور التوا کے جاری رہے۔

صحابہؓ کو اظہارِ رائے کے مواقع

صحابہ کرامؓ کو تربیتِ اجتہاد کا ایک نبویؐ طریقہ یہ بھی تھا کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی رائے طلب بھی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر منصوص امور میں صحابہ کرامؓ کو شریکِ مشورہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا تھا: æ™ ● Ø æ^33333 â.û.æ Ü333 Ê3333 o]ŸÛ3333 †— [آل عمران ۱۵۹:۳] یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کریں۔ مشورہ طلب کرنے پر صحابہ کرامؓ نے اپنے فہم و فراست سے آزادانہ رائے دی۔ مثلاً ابتدائے اذان کے واقعہ میں صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی آراء پیش کیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے بلانے کے کسی طریقہ کا حکم خود بھی دے سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو شریک مشورہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آراء میں سے ایک رائے کو صائب قرار دیتے ہوئے اسے نافذ کر دیا۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ وقت کا اندازہ کر کے نماز پڑھنے کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔ اس وقت تک ادائیگی نماز کے لیے کوئی اعلان نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز صحابہ کرامؓ نے اس مسئلہ میں گفتگو کی اور اپنی اپنی آراء دیں۔ بعض نے کہا کہ اعلانِ نماز کے لیے عیسائیوں کے ناقوس کے مانند ایک ناقوس بنا لیا جائے اور بعض کی رائے تھی کہ یہود کے سینگ کی طرح ایک سینگ بنا لیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ رائے پیش کی کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی مقرر کر دیا جائے جو الصلوۃ پکارا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی رائے پسند فرمائی اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ نماز کا اعلان کرو(٣٦)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ غزوۂ بدر(٢ھ) سے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی تجاویز دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ ہماری برادری اور کنبہ کے لوگ ہیں۔ انہیں کچھ مال لے کر چھوڑ دیا جائے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے مقابلہ کی طاقت حاصل ہو اور شائد یہ لوگ اسلام کی طرف راغب ہوں۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ یہ قیدی ہمارے حوالے کر دیں اور ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا رشتہ دار قتل کرے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی یہ رائے تھی کہ انہیں آگ میں سلگنے کے لیے پھینک دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی تجویز کو پسند فرمایا(٣٧)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں مقامِ پڑاؤ سے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشاورت کی۔ حضرت حُباب بن المنذرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مطلع فرمائیے، کیا یہ مقام ایسا ہے جس کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں، یا یہ ایک رائے اور ایک جنگی تدبیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

!é,nÔÛö] æ h†vö] æ p¢†ö] çâ Øe

بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے۔

حضرت حبابؓ نے عرض کیا: پھر یہ مقام اچھی جگہ نہیں ہے۔ آپ آگے چلیں اور چشمے کے قریب پڑاؤ ڈالیں، وہاں حوض بنا کر پانی جمع کر لیں اور دیگر تمام چشموں کو ناکارہ کر دیں تاکہ دشمنوں کو پانی نہ ملے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حبابؓ کی یہ جنگی تدبیر اختیار فرمائی(٣٨)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب(۵ھ) کے موقع پر مشرکین کے دو سرداروں عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کو نیک پیغام کے ساتھ مدینہ کے پھل بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ اور خزرج کے سردار حضرت سعد بن عُبادۃؓ کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے تو آپ اللہ کا حکم پورا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

!^ÛÓn×Â ä • †Âœ (pœ...],,â àÓÖ æ ^ÛÒ†Úªj‰œ ÜÖ ®Že I †Úœ kßÒ çÖ

اگر مجھے کسی چیز کا حکم دیا گیا ہوتا میں تم دونوں سے مشورہ کیوں لیتا؟ بلکہ یہ ایک رائے ہے جسے میں نے تم دونوں کے سامنے رکھا ہے۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا: ہمیں یقین ہے کہ آپ جن لوگوں کو یہ تازہ پھل بھیجنا چاہتے ہیں وہ انہیں چکھیں گے بھی نہیں۔ وہ پھل فروخت کر دیں گے یا کسی کو دے دیں گے۔ لہٰذا ہم انہیں اپنی کھانے کی چیزیں کیوں دیں۔ ہم ایسا ہرگز نہیں چاہتے۔ ہم تو انہیں صرف اپنی تلواروں کا مزا چکھانا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ÜÃßÊ ƒž‡]۔ جیسا مناسب سمجھو کرو(۳۹)۔

نبی] کی موجودگی میں صحابہؓ کو اجتہاد کا حکم

بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو کسی قضیہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے وہ قضایا نمٹائے،مثلاً: حضرت عبداللہ بن عمروبن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ سے فرمایا: ^³Û³ãß³ne ~ ³Î] ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی یہاں موجودگی کے باوجود؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں(۴۰)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کو قضیہ بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا(۴۱)۔ حضرت معقل بن یسارؓ کو اپنی قوم میں فیصلہ کرنے کا حکم ملا(۴۲)۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ لوگوں نے ایک جھونپڑی میں جھگڑا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا(۴۳)۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ^Ûãßne ~ Î] èfÏÂ ^m ÜÎ۔ اے عقبہ! اٹھو

اور ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ فیصلہ کرنے میں مجھ سے زیادہ لائق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

á]æ …çq] é†ŽÂ Ô×Ê kf ‘ ^³Ê I ,ãjq] á^³³Ê ^³³Û³ãß³ne ˜ ³Î] á^³³Ò á]æ

-(۴۴) ,u]æ †q] Ô×Ê I ª_ì ªÊ I ,ãjq]

اگرچہ ایسا ہی ہے مگر تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ اگر تم نے اجتہاد کیا اور تم اپنے اجتہاد میں درست رہے تو تمہارے لیے دس اجر ہیں اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تمہارے لیے ایک اجر ضرور ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ایک اور روایت میں ہے، حضرت عقبہؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو فریق جھگڑ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [Î³³ ˜ ^³³Û³ãß³ne۔ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [Î³ ˜ ^Ûãß³ne ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ میں نے عرض کی: کس چیز پر؟ آپ نے فرمایا:

.(۴۵)èßŠu Ô×Ê I ª_ì]]ƒž æ I ^ßŠu †ŽÂ Ô×Ê kf ‘] á‹Ê (,ãjq]

اجتہاد کرو اگر تمہارا اجتہاد درست ہوا تو تمہارے لیے دس نیکیاں ہیں اور اگر تم سے غلطی ہوئی تو تمہارے لیے ایک نیکی ہے۔

مندرجہ بالا واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں صحابہ کرامؓ اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کا نہ صرف حکم دیا بلکہ اس کی ترغیب کے لیے انہیں اس پر اجر و ثواب کی نوید بھی سنائی۔

حیاتِ نبویؐ میں ایسی واقعاتی شہادت بھی ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو ایک حکم کی تنفیذ کے لیے بھیجا۔ لیکن اس تنفیذ میں ایسی صورت حال پیش آ گئی کہ صحابی کو اجتہاد سے کام لینا پڑا۔

مثلاً حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد لونڈی کے بارے میں لوگ ایک شخص پر تہمت لگاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس شخص کے قتل کے لیے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے اسے پانی میں نہاتے ہوئے پایا۔ آپ نے اسے کھینچ کر باہر نکالا تو دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل کٹا ہوا تھا۔ آپ نے اسے قتل نہ کیا اور واپس آ کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ وہ شخص تو مجبوب ہے، اس کا آلۂ تناسل نہیں ہے(۴۶)۔ اس واقعہ میں حضرت علیؓ نے موقع ہی پر اجتہاد کیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ایک علّت سے معلول سمجھا۔ حضرت علیؓ نے جب حکمِ نبویؐ میں وہ علّت نہ پائی تو اس حکم کا ظاہر ترک کرکے علّتِ خفی پر عمل کیا اور اس شخص کو قتل کیے بغیر واپس آ گئے۔

نبی اکرم [سے بعید صحابہؓ کے اجتہادات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مختلف ذمہ داریاں تفویض کرکے دور علاقوں کی طرف بھیجا۔ حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کبھی حاکم، قاضی، والی، عامل، معلّم اور کبھی کسی لشکر کے امیر مبعوث ہو کر دور دراز کے علاقوں کی طرف جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بن کر ساری دنیا کو تبلیغ و تعلیم، قرآن و سنّت کی تشریح و تعبیر اور انسانی مسائل کے شرعی احکام جیسے اہم امور کی ذمہ داری صحابہ کرامؓ ہی ادا کرتے تھے۔ انہوں نے غیر منصوص مسائل میں بوقت ضرورت اجتہادات کیے اور ان مسائل کا شرعی حکم دریافت کرکے لوگوں کی زندگیاں آسان بنائیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کی طرف مبعوث کرتے ہوئے فرمایا: Üãßne ~ Î] æ Äñ]†Žö] ÜãÛ³x³Â! انہیں شریعتوں کی تعلیم دینا اور ان کے درمیان فیصلے کرنا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: مجھے فیصلہ کرنے کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سینہ تھپکا اور ان کے لیے دعا فرمائی: [Ü³ãx³³ö] å‚³â] ³Ï³ö] —³ð^³۔ اے اللہ! اسے قضاء کی طرف رہنمائی فرما(۴۷)۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے بعض اصحاب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف مبعوث کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے پوچھا: [ð^³ — Î Ôö š †³Â] ƒ] o³³ — ³Ï³i Ì nÔ جب تمہارے سامنے مقدمہ پیش ہو تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ä³‰ö] h^jÒ o³Ê , ³ r ³i Ü³ö á¬³Ê] اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ä‰ö] h^jÒ oÊ Ÿ æ Üx%œ änxÂ ä‰ö] o× ' ä‰ö] Ùç‰… è‰% oÊ , r i Üö á¬Ê\] اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں نہ پاؤ اور نہ ہی کتاب اللہ میں پاؤ؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: [ãjq, …œmo æ Ÿ •öç! میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا:

۔(۴۸) ä#ö] Ùç‰… o • †ïï ^Ûö ä#ö] Ùç‰… Ùç‰… Ðè æ p„ö] ä#ö ‚Ûvö]

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ کے رسول راضی ہیں۔

اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت معاذؓ کے اس موقف کی تائید فرمائی کہ وہ غیر منصوص امور میں اجتہاد کریں گے۔

امام ابوبکر جصاصؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن کی طرف مبعوث فرمایا تو دونوں سے پوچھا: تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: کتاب اللہ کے مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آ جائے جو کتاب اللہ میں نہ ہو؟ دونوں نے عرض کیا: پھر ہم سنّت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آ جائے جو سنّت میں نہ ہو؟ وہ دونوں بولے: **نقیس الأمر بالأمر فأیهما كان اقرب إلى الحق حملناه علیه**۔ ہم ایک امر کو دوسرے امر پر قیاس کریں گے۔ ان دونوں میں سے جو حق سے زیادہ قریب ہو گا اس پر فیصلہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [' Ûjf^(۴۹)۔ تم دونوں نے درست کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفدِ نجران کے ہمراہ نجران بھیجتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو یہ ہدایت فرمائی:

۔(۵۰) änÊ]çËxj ì] ^ÛnÊ Ðvö^e Üãßne ~ Î^Ê ÜãÃÚ t† ì œ

ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور اختلافی امور میں ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علیؓ کو یمن کی طرف مبعوث کیا تھا تو وہاں ایک واقعہ ہوا۔ لوگوں نے شیر کے شکار کے لیے گڑھا بنایا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے۔ ایک آدمی گڑھے میں گر پڑا تو وہ دوسرے سے چمٹ گیا، دوسرا تیسرے سے چمٹ گیا، یہاں تک کہ گڑھے میں چار آدمی گر پڑے جس میں موجود شیر نے ان کو زخمی کر دیا۔ ایک آدمی نے برچھے سے شیر کو مار دیا۔ چاروں زخمی آدمی اپنے زخموں کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ ان کے ورثاء آپس میں جھگڑنے لگے اور ہتھیار نکال لیے۔ حضرت علیؓ نے ان کے درمیان فیصلہ کیا کہ جن لوگوں نے کنواں کھودا تھا ان کے قبائل سے دیت کا چوتھائی، تہائی، نصف حصہ اور پوری دیت اکھٹی کرو۔ پہلے آدمی کو چوتھائی دیت ملے گی، دوسرے کو تہائی، تیسرے کو نصف اور چوتھے آدمی کو پوری دیت ملے گی(۵۱)۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے یمن میں تین آدمیوں کے درمیان

فیصلہ کیا جنہوں نے ایک عورت سے ایک طہر میں جماع کیا تھا۔ اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا۔ تینوں آدمی اس بچے کا باپ ہونے کے دعوی دار تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی۔ جس کے نام قرعہ نکلا آپ نے اسے دو تہائی دیت کا ذمہ دار بنا دیا اور بچہ اس کے سپرد کر دیا(۵۲)۔

مندرجہ بالا دونوں واقعات میں حضرت علیؓ یمن میں تھے۔ انہوں نے ان مقدمات کو عدالتِ نبویؐ میں نہیں بھیجا اور نہ ہی مدینہ سے نبویؐ حکم آ جانے تک ان مقدمات کافیصلہ زیر التوا رکھا۔ حضرت علیؓ یہ جانتے تھے کہ ان حالات میں اجتہاد سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ نے از خود یہ مقدمات نمٹا دیے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی یمن کی طرف حاکم مبعوث کیے گئے(۵۳)۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتّاب بن اَسید کو مکہ کا حاکم مقرر کیا تھا(۵۴)۔ ایک حاکم کو بھی امورسلطنت نمٹانے میں متعدد ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے وہ اجتہاد سے کام لیتا ہے۔

حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ امیرلشکر بنا کر بھی روانہ کیے جاتے تھے۔ وہ سپاہ کی عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ بوقتِ ضرورت فقیہ اور مجتہد کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو غزوۂ ذات السلاسل(۵۵) میں امیرِ لشکر بنا کر بھیجا(۵۶)۔ ایک رات ان پر غسل فرض ہوگیا۔ وہ ڈرے کہ اگر غسل کیا تو مر جائیں گے۔ انہوں نے تیمّم کیا اور ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھا دی(۵۷)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو ایک لشکر کا سالار بنا کر بھیجا۔ لشکر کے پاس خوراک ختم ہوگئی۔ قلتِ خوراک کی وجہ سے ایک سپاہی کو ایک کھجور ملنے لگی۔ آخر وہ بھی ختم ہوگئی۔ ساحلِ سمندر پہنچنے پرلشکرنے ایک بہت بڑی مچھلی پڑی دیکھی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس مردار مچھلی کو کھانے کا حکم دیا اور فرمایا: ہم راہِ خدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہیں اور تم مجبور ہو گئے ہو، پس کھاؤ۔ پورے لشکر نے اس مچھلی کا گوشت کھایا(۵۸)۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ کی ایک جماعت دورانِ سفر ایک قبیلہ کے پاس ٹھہری۔ قبیلہ کے سردار کو بچھّو نے کاٹ لیا تھا۔ ایک صحابی نے سورت الفاتحہ پڑھ کر اس پر پھونکی جس سے سردار ٹھیک ہوگیا۔ صحابی نے اس علاج کے معاوضہ میں بکریاں طلب کیں تھیں(۵۹)۔

حضرت ابوقتادۃؓ نے دورانِ سفر شکار کیا اور ایک شخص کو حالتِ احرام میں اپنے شکار سے

کھانے کا فتویٰ دیا تھا(۶۰)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں نے تیمّم سے نماز ادا کی۔ پھر نماز کے وقت میں پانی مل گیا۔ ایک نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی۔ دوسرے نے نماز نہ پڑھی۔ دونوں نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا(۶۱)۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت ہے کہ وہ بکریاں چرانے کے لیے جنگل میں تھے۔ انہیں غسل کی حاجت ہوئی۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ پانچ چھ دن تک بغیر غسل کیے نماز پڑھتے رہے(۶۲)۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ احزاب سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا: è¿m†Î oße o³Ê Ÿž †³ ’ ³Ã³Ö] ø³u] à³n³ ð ³ü Ÿ ۔کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنوقریظہ پہنچ کر۔ راستہ میں نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ کچھ صحابہؓ نے نماز پڑھ لی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں تھا کہ نماز قضا کریں۔ بعض نے یہ کہا کہ وہ بنو قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے(۶۳)۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو کہیں بھیجا۔ ان پر غسل فرض ہو گیا۔ پانی نہ ملا تو وہ خاک میں لوٹ پوٹ ہوگئے(۶۴)۔ اس واقعہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ قیاس کیا کہ پانی سے غسل کے دوران سارا بدن دھویا جاتا ہے اور مٹی طہارت میں پانی کے قائم مقام ہے، اس لیے سارے جسم پر مٹی لگنی چاہیے۔ انہوں نے قیاس سے اجتہاد اس لیے کیا تھا کہ انہیں تیمّم کا قرآنی حکم [المائدة ٥:٦] معلوم نہیں تھا۔

مندرجہ بالا واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حیاتِ نبویؐ میں اجتہاد ایک ایسا اہم عمل تھا جو اس دور میں بوقت ضرورت مسلسل جاری رہا۔ اس کام کی انجام دہی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یا آپ سے دور ہونا شرط نہیں تھا۔

ذاتی مسائل میں پیغمبر [کی طرف رجوع

ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہونے کے باوجود صحابہ کرامؓ نے کسی فوری نوعیت کے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے اجتہاد سے گریز کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر ان سے شرعی حکم معلوم کرنے تک معاملہ التوا میں رکھا۔ ایسے مسائل کا تعلق صحابی کی ذات سے ہوتا تھا، ان سے اجتماعی مفادات وابستہ نہیں ہوتے تھے۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُرثدالغنویؓ کو یہ فریضہ سونپ کر مکہ بھیجا کہ

ضعیف اور کمزور مسلمانوں کو وہاں سے نکال لائیں۔ مکہ میں ایک خوبصورت اور مالدار مشرکہ عورت نے خود کو حضرت مرثدؓ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر اس عورت نے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت مرثدؓ نے یہ بات مان لی مگر نکاح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مشروط کیا۔ انہوں نے مدینہ واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ بیان کیا اور نکاح کی اجازت طلب کی۔(۶۵) اس پر یہ حکم نازل ہوا:

çǾæ èǾ ǂŽǘ àǘ ǂñ Ï ễǘ ©ǘ ễǘ Ÿ æ àǘ©ñ oju kǾǂ³Žǖ³ǚ]]ç³v³ó³ǚ³Ï Ÿæ

ǛǾĵfrÂ] [البقرہ ۲:۲۲۱]

اور(مومنو!) مشرکہ عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا، کیونکہ مشرکہ عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ نے ایسی بکری جسے قریب المرگ ہونے پر پتھر سے ذبح کیا گیا تھا، کا گوشت کھانے سے اپنے گھر والوں کو منع کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر استفسار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گوشت کھانے کی اجازت دی(۶۶)۔

حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ صدقے کا اناج خریدا اور قبضہ میں لینے سے قبل ہی اسے فروخت کرکے نفع کما لیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصّہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

(۶۷)!ä—fÏi oju äÃfi Ÿ

اپنے قبضہ میں لینے سے قبل اسے فروخت مت کرو۔

البتہ جو مسائل اجتماعی اور فوری نوعیت کے ہوتے اور ان کے شرعی حکم کی دریافت واقعی ضرورت ہوتی تو ایسے مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات تک زیر التوا نہیں رکھتے تھے۔ جو صحابہ کرامؓ کسی علاقہ کے حکمران، قاضی یا سپہ سالار بن کر گئے، انہوں نے بوقت ضرورت غیر منصوص مسائل میں اجتہاد سے کام لیا۔ اجتہاد کے نتیجہ میں جو شرعی حکم سامنے آیا اس پر بلاتاخیر عمل کیا۔

حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے ان اجتہادات کے باوجود اختیارِ تشریع مستقل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ ہی ریاست ِمدینہ کے سب سے بڑے حاکم، قاضی اور مفتی تھے۔ پیغمبر علیہ السلام کے ہوتے ہوئے کسی صحابی کو اصولی طور پر حقِ تشریع حاصل نہیں تھا۔ اس دور میں مختلف علاقوں میں مبعوث حاکموں اور قاضیوں کے اجتہادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تفویض کردہ حقِ تشریع کے تحت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہونے کی وجہ سے ان

علاقوں میں پیش آنے والے مسائل کا بہترین حل یہی تھا کہ وہاں کے حاکموں اور قاضیوں کو حق تشریع تفویض کر دیا جائے۔ جن واقعات میں صحابہ کرامؓ نے کسی سفر اور مہم کے دوران اجتہادات کیے، وہ مخصوص حالات تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اور مسائل کی فوری نوعیت اس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ اجتہاد کرکے درپیش مسائل کا فوری حل تلاش کریں۔

اجتہاداتِ صحابہؓ عدالتِ نبویؐ میں

حیاتِ نبویؐ میں تمام اجتہاداتِ صحابہؓ عدالت ِنبویؐ کی توثیق و تصدیق سے مشروط تھے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کا اجتہاد مسترد فرما دیتے تو اس اجتہاد کی کوئی شرعی و قانونی حیثیت نہیں ہوتی تھی۔ صحابہؓ کے قضایا، فتاویٰ اور آراء پر عدالتِ نبویؐ کا جو ردعمل ہوتا تھا اسے چار اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: تصویب، سکوت، اصلاح اور عدم تصویب۔

تصویب: صحابہ کرامؓ کے اجتہادی قضایا، فتاوی اور آراء کو عدالتِ نبویؐ سے سندِ توثیق بھی عطا ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصویب فرمائی اور قائم رکھا۔ ایسے چند اجتہادات بطور مثال درج ذیل ہیں:

حضرت علیؓ نے یمن میں شیر کے شکار کے لیے گڑھے میں شیر سے زخم کھا کر ہلاک ہونے والے چار افراد کے واقعہ میں جو فیصلہ فرمایا تھا لوگوں نے اس فیصلے سے انکار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کرسارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے فیصلہ کی توثیق فرماتے ہوئے اسے نافذ کیا تھا(۶۸)۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے یہودِ بنو Ìî کی رضا مندی پر بطور ثالث حکم دیا کہ لڑائی کے قابل محصورین قتل، عورتیں اور بچے قید اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Ïö, ÜÓu kÛÓu ÜãnÊ ÜÓve ä#ö] æ ÜÓu ä0ç%... (۶۹)۔

تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

جس صحابی نے کسی قبائلی سردار کا علاج سورت فاتحہ پڑھ کر پھونک دینے سے کیا تھا اور بطور معاوضہ بکریاں لیں تھیں، صحابہؓ نے وہ بکریاں آپس میں تقسیم نہ کیں بلکہ واپس آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ نے بکریاں تقسیم کرنے کا حکم دیا(۷۰)۔ صحابی نے اس اجرت کو کسی عام عمل کی اجرت پر قیاس کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کا قیاس درست قرار

دیتے ہوئے فرمایا تھا:

áž]Ðu ^Ú] ì „ Üi Âx×nä]q†] Òj^h]Ö×#ä(۷۱)۔

جن چیزوں پر اجرت لینی جائز ہے ان میں سب سے زیادہ مستحق کتاب اللہ ہے۔

یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کا سورت فاتحہ پڑھنے پر معاوضہ لینے کے اجتہاد کی تصویب فرمائی۔

جن دو صحابہؓ نے تیمّم سے نماز ادا کی، پھر نماز کے وقت میں پانی مل گیا تو ایک نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی اور دوسرے صحابی نے نماز نہ پڑھی، ان دونوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں استفسار کیا تھا۔ جس صحابی نے نماز نہیں دہرائی تھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

œ ‘ fk]ÖŠßè æ œqˆœiÔ ‘ ¡ iÔ

تم نے سنّت پر عمل کیا اور تمہاری نماز ہوگئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے صحابی کو فرمایا:

œÚ^]þk Ê×Ô Ú%Ø ‰ãÜ qÛÄ(۷۲)۔

تیرے لیے دوگنا ثواب ہے۔

یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کو درست قرار دیا اور ان پر انہیں اجر و ثواب کی خوشخبری بھی سنائی۔

غزوہ احزاب سے واپسی پر صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم: Ÿ ³ä ³ n³ à]u³]Ö³Ã³ ’ † žŸ Êo eßo Î†ä¿è ۔ یعنی کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ پہنچ کر، صحابہ کرامؓ کے سامنے اس مسئلہ کے حکم میں صریح نص موجود تھی مگر اس میں ایک سے زائد وجوہ کا احتمال تھا۔ اس صورت میں انہوں نے صریح نص کے کسی ایک پہلو کا اجتہاد سے تعین کر کے اس پہلو پر عمل کیا۔ کچھ صحابہؓ نے نماز پڑھ لی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں تھا کہ نماز قضا کریں۔ بعض نے یہ کہا کہ وہ بنو قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے۔ جب اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے کسی کو ملامت نہیں کی(۷۳)۔ یوں صحابہ کرامؓ کے دونوں گروہوں کے اجتہادات عدالتِ نبویؐ سے سندِ توثیق پا گئے۔

حضرت شریح بن ہانیؓ اپنے والد حضرت ہانیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ہمراہ وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ لوگ حضرت ہانیؓ کو ابوالحَکَم کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہانیؓ کو بلایا اور فرمایا:

?ÜÖ©v] ^e] oßÓi Ü×Ê ÜÓvÖ] änÖž æ ÜÖ©vÖ] çâ ä×Ö] áž

بے شک حکم تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حکم کرنا اسی کی شان ہے، پھر تم کیوں ابو الحکم کی کنیت استعمال کرتے ہو؟

حضرت ہانیؓ نے عرض کی: میری قوم کے لوگ جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور فریقین راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ^³³Ú à³Šu à³Ú „â] (۷۴) کتنی عمدہ بات ہے! اس واقعہ میں نبی اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ حضرت ہانیؓ اپنی قوم میں فیصلے کرتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کام سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کی تصویب و تحسین فرمائی۔

سکوت: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اجتہاداتِ صحابہؓ پر سکوت فرمایا۔ آپ نے ملامت نہیں فرمائی، ڈانٹا ڈپٹا نہیں، نکیر نہیں فرمائی، منع نہیں فرمایا بلکہ خاموش رہے۔ اس نبویؐ سکوت کی تین صورتیں تھیں:

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا لیکن اظہارِ خوشی بھی فرمایا اور اسے اچھا جانا۔ مثلاً حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ان کے ہاں تشریف لائے تو بہت مسرور تھے اور فرمایا: اے عائشہؓ! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ³Ú r ³³ ‡ ³Ú ô r o³ آیا اور اسامہؓ اور ان کے والد زیدؓ کو دیکھا۔ ان دونوں پر چادر پڑی تھی جس سے وہ اپنے سروں کو چھپائے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں کھلے تھے۔ اس نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے کے ہیں(۷۵)۔ حضرت اسامہؓ کی رنگت سیاہ تھی اور والد گورے تھے(۷۶)۔ بعض لوگ حضرت اسامہؓ کے نسب میں شک کرتے تھے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مجزز مدلجیؓ کے قیافہ شناسی پر اظہارِ خوشی فرمایا۔

۲۔ بعض دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کے اجتہاد پر سکوت فرمانے کے ساتھ مسکرا بھی دیئے۔

حضرت علیؓ نے یمن میں ایک بچے کا باپ ہونے کے تین دعویدار اشخاص کے درمیان قرعہ اندازی سے جو فیصلہ کیا تھا اس فیصلہ کا ذکر حضرت زید بن ارقمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دہن مبارک کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں(۷۷)۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے کہ غزوہ ذات السلاسل کی سرد رات میں انہیں غسل کی

حاجت ہو گئی۔ وہ ڈرے کہ اگر غسل کر لیا تو وہ مر جائیں گے۔ انہوں نے تیمّم کر کے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی۔ بعد میں لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

؟gßq kÞœ æ Ôe^v ' ªe knÌ ' =æ†ÛÂ ^m

اے عمرو! تم نے حالتِ جنابت میں نماز پڑھا دی؟

حضرت عمرو بن العاصؓ نے غسل نہ کرنے کا سبب بیان کیا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[النساء ۴:۲۹] ÛñûÙ.ø. ÜÖø áa^Ö ä×Ö] âž ÜÖŠËÞ]]çÚjÏ Ÿæ

اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور کچھ نہ فرمایا(۷۸)۔

۳۔ بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فعلِ صحابی پر صرف سکوت فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کی نہ نکیر کی، نہ اس سے منع فرمایا اور نہ ہی اس فعل پر تبسم یا اظہارِ خوشی فرمایا۔ حضرت براء بن عازبؓ کی روایت میں ہے کہ صلح حدیبیہ (۶ھ) کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان قرار پانے والے صلح نامہ کی شرائط لکھی جانے لگیں تو حضرت علیؓ نے صلح نامہ کے اوپر لکھا: **ھذا ما کاتب علیہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**۔ اس جملہ پر مشرکین نے اعتراض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ وہ یہ جملہ مٹا دیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: میں اس کو مٹانے والا نہیں ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے وہ جملہ مٹا دیا(۷۹)۔

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت میمونہؓ کے گھر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بُھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ گوہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پیچھے ہٹا لیا۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: Ÿ àÓ³Öæ àÓm ÜÖ ªe… š ä³Ê^³Â] oÞ ,qª³³Ê o³Úç³Î ۔ نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین پر نہیں ہوتی، لہذا مجھے اس سے کراہت محسوس ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے اسے کھایا جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے(۸۰)۔

اصلاح: بعض اجتہاداتِ صحابہؓ ایسے بھی تھے جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی۔ مثلاً جنگل میں غسل حاجت کے لیے پانی نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوذر غفاریؓ پانچ چھ دن تک بلاغسل نماز پڑھتے رہے۔ واپسی پر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ نے پانی منگوا کر حضرت ابو ذر غفاریؓ کو نہانے کا حکم دیا اور فرمایا:

I ,qæ] ƒ ^Ê ànß‰ †ŽÂ oÖž çÖæ Ü×ŠÛÖ] ðç • æ gn_Ö] ,nÃ ' Ö]

-(۸۱)†n ì ÔÖƒ á^Ê Õ ,×q äŠ Ú^Ê ð^ÛÖ]

مسلمان کے لیے پاک مٹی وضو کا ذریعہ ہے، خواہ دس سال بھی پانی نہ ملے اور جب پانی ملے تو اس کو اپنے بدن پر لگا لے۔ یہ بہتر ہے۔

اوپر بیان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو کہیں بھیجا۔ ان پر غسل فرض ہو گیا۔ پانی نہ ملا تو وہ خاک میں لوٹ پوٹ ہو گئے۔ واپس آ کر سارا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: [‚Óâ ÔnËÓm á^33Ò ^33Û³þ !] تمہیں دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرنا کافی تھا۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کو ایک بار زمین پر مارا۔ پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پر ملا اور اپنے ہاتھوں کی پشت اور اپنے چہرے پر ملا۔ اس واقعہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ قیاس کیا کہ پانی سے غسل کے دوران سارا بدن دھویا جاتا ہے اور مٹی طہارت میں پانی کے قائم مقام ہے، اس لیے سارے جسم پر مٹی لگنی چاہیے۔ انہوں نے قیاس سے اجتہاد اس لیے کیا تھا کہ انہیں تیمّم کا قرآنی حکم [المائدۃ ۵:۶] معلوم نہیں تھا۔ چونکہ منصوص حکم کی موجودگی میں مجتہد کے اجتہادی حکم کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کی اصلاح فرما دی(۸۲)۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال تین اشخاص سے بیان کیا گیا۔ انہوں نے اسے کم خیال کرتے ہوئے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

Ýç ' œ oßÓÖ äÖ ÜÒ^Ïi]æ ä‡Ö ÜÒ^Ž ì ¢ oÞž ä‡Ö]æ ^Úœ [],,Ò æ],,Ò Üj×Î àm,,Ö] Üjþ

-(۸۳)oßÚ < n×Ê oj߉ àÂ gÆ... àÛÊ ð^ŠßÖ] tæ^iœ æ ,Î...œ æ o× ' œæ †_Êœ æ

کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ ڈرنے اور خوف کرنے والا ہوں۔ پھر بھی میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ یاد رکھو! جو میری سنّت سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

حضرت عدی بن حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی آیت:

ojÜ âsfj‚ üÖö]ô f ¼û]Ÿêø õ]àÚ]ô f ¼û]Ÿ‰çõ àÚ]ôÈr ‡ [البقرة ۲:۱۸۷]

یہاں تک کہ [صبح کی] سفید دھاری [رات کی] سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔

نازل ہوئی تو میں نے سیاہ اور سفید دونوں رنگ کی رسیاں لے کر اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیں۔ میں رات کو دیکھتا رہا لیکن ان کا رنگ ظاہر نہ ہو سکا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور یہ بات بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

]Þ Û^ ƒÖ Ô ‰ç[•]Ö×nØ æ en^ Å]Ößã^…(۸۴)۔

اس کا مطلب رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

عدم تصویب: صحابہ کرامؓ کے بعض اجتہادات ایسے بھی تھے جو عدالتِ نبویؐ میں شرفِ قبولیت نہ پا سکے۔ مثلاً حضرت خالد بن ولیدؓ نے بنو جَذِیمہ کو دعوتِ اسلام دی جو انہوں نے قبول کر لی مگر انہوں نے ''ہم مسلمان ہوگئے'' کے بجائے ''ہم نے اپنا دین چھوڑا'' کہا۔ حضرت خالدؓ نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھا کر دو مرتبہ فرمایا:

]Ö×ãÜ žÞo]e†œ]ÖnÔ ÚÛ^ ' ßÄ ì ^Ö, (۸۵)۔

اے اللہ! میں خالد کے فعل سے بری ہوں۔

ایک لڑائی میں حضرت اسامہ بن زیدؓ اور ان کے ساتھیوں نے ایک شخص مِرداس بن نُہیک کو قتل کر دیا۔ جب وہ اسے قتل کرنے لگے تو اس نے کلمہ شہادت کہا لیکن حضرت اسامہؓ اور ان کے ساتھیوں نے نہ مانا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ معلوم ہونے پر فرمایا:

^m]‰^Úè ÚàÖ Ôe ¡ žÖä]Ÿ]Ö×ä (۸۶)۔

اے اسامہ! لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دو گے۔

ایک صحابیہ سُبَیْعَہؓ کے ہاں اپنے شوہر کی وفات کے کچھ دنوں بعد بچہ کی ولادت ہوئی۔ وضعِ حمل اور نفاس سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے نکاحِ ثانی کرنا چاہا تو حضرت ابوالسنابلؓ نے انہیں کہا: بخدا تم نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم پر چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ حضرت سبیعہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر استفسار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضعِ حمل کو انتہائے عدت قرار دیا اور حضرت سبیعہؓ کو نکاح ثانی کی اجازت دی(۸۷)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو السنابلؓ کی رائے کو صائب قرار نہ دیا۔

حاصل بحث

مندرجہ بالا بحث کا حاصل یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کی

اجازت تھی۔ اس دور میں اجتہاداتِ صحابہؓ کی واقعاتی شہادتوں کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور، قریب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو اجتہاد کی تربیت دی ،یہ اجتہادات نبویؐ حکم سے بھی وقوع پذیر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمِ الٰہی کے مطابق اپنے صحابہؓ کو مختلف امور میں شریکِ مشورہ بھی کیا۔ صحابہ کرامؓ نے بطور مشورہ جو رائے پیش کی وہ ان کے اجتہاد ہی کا نتیجہ ہوتی تھی۔ پیش آنے والے حالات میں ضروری و فوری مسائل کا شرعی حل معلوم کرنے کے لیے صحابہ کرامؓ نے از خود بھی اجتہاد کے طریقہ پر عمل کیا۔ حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات سے متعلق روایات اُمت میں مقبول ہونے اور حدِ تواتر کو پہنچ جانے کی بنا پروہ بالاتفاق قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔

حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بنی نوع انسانیت میں صحابہ کرامؓ ہی کے طبقہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے بعض اجتہادات کو فقہ اسلامی کے دو بنیادی مآخذ یعنی قرآن اور سنّت میں سے ایک ماخذ سنّت کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ امتیاز و اعزاز انسانوں کے کسی اور طبقہ کو قیامت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات عدالتِ نبویؐ کی توثیق سے مشروط تھے۔ ان کے وہ اجتہادات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وقوع پذیر ہوئے یا آپ کے سامنے بیان کیے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توثیق و تصویب فرمائی یا ان پر سکوت اختیار کیا تو ایسے تمام اجتہادات کو عدالت ِ نبویؐ میں شرفِ قبولیت پا جانے کے بعد سنّت تقریری کا درجہ حاصل ہو گیا۔ ایسے تمام واقعات اپنی نوعیت کے اعتبار سے صحابہ کرامؓ کے اجتہادات ہی ہیں لیکن فقہی و قانونی حیثیت سے وہ اب سنّت تقریری میں داخل ہیں اور سنّت تقریری سنّت ہی کی ایک شکل ہے۔

نزولِ وحی کے ہر وقت امکان کے باوجود حیاتِ نبویؐ میں اجتہاداتِ صحابہؓ سے شریعت اسلامیہ کا یہ پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے کہ وہ ہر حال میں مکلّفین کے مصالح کی حفاظت چاہتی ہے۔ حفظ مصالح شریعت کے مقاصد میں سے ہے۔ اگر صحابہؓ کو اجتہاد کی اجازت نہ ہوتی اور انہیں ہر مسئلہ میں اور ہر جگہ پر وحی کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہوتا تو ممکن تھا کہ ناگزیر اور ضروری حالات میں کئی انسانی مصالح کا حرج ہو جاتا۔ یہ حرج مقاصدِ شریعت سے متصادم ہے۔ اسی لیے حیاتِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات ملتے ہیں، خواہ مجتہد صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا یا آپ سے دور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتہد صحابی کو اجتہاد کا براہِ راست حکم دیا تھا یا ایسا کرنے کا حکم نہیں

دیا تھا۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ حیاتِ نبویؐ میں حضرات صحابہ کرامؓ عادتاً اجتہاد نہیں کرتے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ صحابہؓ ہر معاملہ میں اور ہر وقت ذاتی اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ وہ ایسا صرف ناگزیر صورتوں ہی میں کرتے تھے۔

حیاتِ نبویؐ میں اجتہاداتِ صحابہؓ کی ان واقعاتی شہادتوں کی روشنی میں یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ فقہِ اسلامی میں اجتہاد ایک نہ رکنے والا عمل ہے۔ اگر زمانۂ نزول وحی میں بھی انسانی احتیاجات اپنی تکمیل کے لیے اجتہاد کی محتاج تھیں تو انقطاعِ وحی کے بعد والے زمانوں میں اجتہاد کی ضرورت و اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد (م ۵۰۵ھ)، المستصفٰی من علم الأصول æ ³e„äx™ çÊ xi]çÛu†ö] l †Že | ÜŠÚ ç[f‰ö] l) ج ۲، ص ۳۵۴، ÜßŽ³ç… l [öŽ³†™ Ì [ö³† • ³o Î³GÜ [ö³Û³_fÃè [¢Ú n†™è çfeŸÑ Ú ' † [öÛvÛnè ۱۳۲۴ھ۔ ابن عقیل، ابوالوفاء علی بن عقیل (م ۵۷۳ھ)، الواضح فی أصول الفقہ، ج ۵، ص ۳۹۱، Ú³©‰Šè [ö³†‰³^öè)ne†æ l ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔ جوینی، عبدالملک بن عبداللہ (م ۴۷۸ھ)، البرھان فی اصول الفقہ) ج ۲، ص ۱۳۵۶، <f³Ä Â³x³o þ³Ë³Ïè ' ³^ug [öŠÛç [öŽn î ì xnËè eà [uÛ, •Ù $^þo [Ún† •æöè Î_† ۹ ۱۳۹ ھ۔ شیرازی، ابواسحاق ابراہیم بن علی فیروزآبادی (م ۴۷۶ھ)، [öjf³ ' †é Êo œ ' çÙ [öËÏä) ص ۵۱۹، •[…] [öËÓ†) •ÚŽÐ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔ عبد العلی محمد بن نظام الدین انصاری (م ۱۲۲۵ھ)، فواتح الرحموت Êo a^Ú • [öÛŠj ' Ëö ö³x^Ç] [öo) ج ۲، ص ۳۷۴، [ö³Û³_f³Ãè [¢Ú n†™è çfeŸÑ Ú ' † [öÛvÛnè ۱۳۲۴ھ + ÚßŽ³ç… [l [öŽ†™ Ì [ö† • o ÎÜ۔ شیرازی، اللمع فی أصول الفقہ، ص ۱۳۳، •[…öÓj g [öÃxÛnè) ne†æ l öfß^á ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔ شوکانی، محمد بن علی (م ۱۲۵۰ھ)، ارشاد الفحول إلی تحقیق علم الأصول، ص ۴۲۹، •[…ö³Ë³Ó†) ne†æ l öfß^á، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔ آمدی، ابوالحسن علی بن ابی علی (م ۶۳۱ھ)، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷۔ •[…öÓj g [öÃxÛnè) ne³†æ l öf³ß³^á، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔ ابوالحسین بصری، محمد بن علی الطیّب معتزلی (م ۴۳۶ھ)، المعتمد فی أصول الفقہ، ج ۲، ص ۲۴۳، •[…ö³³Ó³³j g [ö³Ã³x³Û³nè) ne³†æ l öf³ß³³^á ۱۴۰۳ھ۔ ارموی، صفی الدین محمد بن عبدالرحیم (م ۹۲۳ھ)، نہایۃ الوصول فی درایۃ الأصول، ج ۸، ص ۳۸۱۶، [ö³Û³Ójfè [öj³ r ³^…™è Ú ' _Ëo [uÛ, [öf^‡) ۔ طوفی، نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی (م ۷۱۶ھ)، شرح مختصر الروضۃ، ج ۳، ص ۵۸۹، Ú³Ðè ÚÐ†Úè ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔ زرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر (م ۷۹۴ھ)، تشنیف المسامع بجمع الجوامع [öj³³^ t [ö³, ™³à [öŠfÓo (م ۷۷۱ھ)، ج ۲، ص ۲۰۹، •[…ö³Ó³³j g [ö³Ã³x³Ûnè) ne³†æ l öfß³^á ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء۔ ابن برہان، احمد بن علی بغدادی (م ۵۲۰ھ)، الوصول إلی الأصول، ج ۲، ص ۳۷۷، ÚÓjfè [öÛÃ^… Í) …™^ Š ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۲۔ لغوی طور پر خبر واحد سے مراد وہ خبر ہے جسے ایک راوی نے ایک شخص ہی سے روایت کیا ہو، جبکہ اصولیین کی اصطلاح میں یہ وہ خبر ہے جو تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو اور جس میں تواتر کی شرائط نہ پائی جائیں(سمرقندی،

علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد (م ۵۳۹ھ)، میزان الأصول فی نتائج العقول،ص ۴۳۱، •[...]ÓÚ èfjÓÚ (']†j[...] é†a^Î ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔ سبکی، علی بن عبدالکافی (م ۷۵۶ھ) و ولـده تاج الدین عبدالوہاب بن علی سبکی (م ۷۷۱ھ)، الإبھاج فی شرح المنھاج ، ج ۲، ص ۲۹۹، •[...]g³jÓ³ [ènÛ×ÃÖ] æ†ne l á^ßfò ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء)۔ تواتر وہ ہے جسے لوگوں کی اتنی کثیر تعداد نے روایت کیا ہو کہ ان کا کسی جھوٹ پر اتفاق کر لینا ممکن نہ ہو (طحان، محمود، تیسیـر مصطلح الحدیث، ص ۱۸، á^j×Ú (èßŠö] †Žþ)۔ جمہور اصولیین کے نزدیک خبر واحد پر عمل واجب ہے (ارموی، صفی الدین، نھـایة الـوصول، ج ۷، ص ۲۹۱۵۔ عبدالعزیز بخاری (م ۷۳۰ھ)، کشف الأسـرار àÂ [' Ùç Ê í † [¦ ‰ ¡ Ý]fö^•pæ ، ج ۲، ص ۵۳۸، •[...]g jÓ³ (ènÛ×ÃÖ) æ†ne l á^ßfò ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔ ابن النجار، محمد بن احمد (م ۹۷۲ھ)، شـرح الـکـوکـب الـمـنیر ، ج ۲، ص ۳۵۹، Ú†³Ò^˜]fö³v³&]³Ã³x³Ûo æ]u³^ð]öj†] ' [¦ ‰ ¡ Ú³oG Ò³×nè]öŽ†mÃè æ]ö ,...‰^ l]¦ ‰ ¡ Únè) q^ÚÂè]öÛ×Ô Âf ,]öÃ^‾) ÚÓè]öÛÓ†Úè ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔ سبکی، الإبھـاج ۳۰۰/۲۔ ارشـاد الـفـحـول ص ۹۳۔ ابن حزم،ابومحمد علی بن احمد بن سعید ظاہری (م ۴۵۶ھ)، الإحـکام فی اصول الأحکام ،ج ۱، ص ۱۱۹)]öŠ³ßè [•] ...é]öj†qÛè æ]öj^nön Ì) فیصل آباد ۱۴۰۴ھ۔ محبّ اللہ بن عبدالشکور (م ۱۱۱۹ھ)، مسلّم الثبوت فی اصول الفقه e`³^Ú •]öÛŠj ' Ëö ×^Ç^] (oö ج ۲، ص ۱۲۲،]öÛ_f^Ãè]¢Ú³n†mè çfÇŸÑ Ú ' †]öÛvÛèn ۱۳۲۴ھ + Ú³ßŽÇç...] l]öŽ†m Ì]ö• o Î Ü)۔ عہدرسالت میں اس پر عمل ہوا ہے (مسـلّم الثبـوت ، ج ۲، ص ۱۳۳۔عبدالعزیز بخاری،کشف الأسـرار، ج ۲، ص ۵۴۱)۔ خبر واحد پر عمل پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے (ابن برہان بغدادی، الـوصـول إلـی الأصـول، ج ۲، ۱۷۵۔ سبکی، الإبھـاج، ج ۲، ص ۳۰۶۔ شوکانی، ارشاد الفحول، ص ۹۴)۔ فخرالا سلام بزدویؒ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ خبر واحد پر عمل کرتے تھے (عبدالعزیز بخاری، کشف الإسرار ،ج ۲،ص ۵۴۴)۔

۳۔ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد (م ۵۰۵ھ)، الـمـنـخـول مـن تـعـلیـقـات الأصـول،ص ۴۶۸، •[...]³Ë³Ó³†) •ÚŽÐ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔ ابوالحسین بصری، الـمـعـتـمـد فـی اصول الفقه ، ج ۲، ص ۲۱۲۔ جوینی، البـرهـان فی اصول الفقه، ج ۲، ص ۱۳۵۶۔ ابن برہان بغدادی، الوصول إلی الأصول، ج ۲، ص ۳۷۹۔ طوفی، شـرح مختصر الروضة ، ج ۳، ص ۵۸۹۔ ارموی،صفی الدین، نھـایة الـوصول، ج ۸، ص ۳۸۱۶۔ آمدی، الإحـکـام فـی اصـول الأحـکام، ج ۴، ص ۴۰۷۔ شوکانی، ارشـاد الـفـحول ،ص ۴۲۹۔ غزالی، الـمـسـتـصـفیٰ (Ú³Ä Ê³çxi]³†u³Ûç l)، ج ۲، ص ۳۵۴۔ زرکشی، بدر الدین محمد بن بهادر (م ۷۹۴ھ)، البـحـر الـمـحیط فی اصول الفقه، ج ۶، ص ۲۲۰، •[...]³ ' ³Ëçé]ö×_f^Âè æ]ößŽ† æ]öjçq‡ÃmÄ e^çÇ†•Îè G æ‡[...]é ¢çæ^Î Í æ]öŽ©á ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء۔ زرکشی، تشنیف المسامع، ج ۲، ص ۲۱۰۔ [¦ ‰ ¡ Úne Òçm k

۴۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۳ ھ)، مـسـنـد احـمـد بـن حـنـبـل) ج ۴، ص ۲۰۵، [³³Û³³Ój³g]¦ ‰ ¡ Ú³o) ³ne†æ l ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔ حاکم نیشاپوری، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ(م ۴۰۵ھ)، الـمسـتـدرک علی الصحیحین فی الـحـدیـث، کتاب الأحکام، ج ۴، ص ۸۸، •[...]³Ój³³^h]³Ã³³†e³o (ne³†æ l á^ßfò۔ دار قطنی، علی بن عمر (م۳۸۵ھ)، سـنـن الد ار قطنی)کتـاب فـی الأقـضیة و الأحکام، ج ۴، ص ۲۰۳، •[...]³Û³v³^‰à]ö_f^Âè) Î^a†éGþ^•†V]öŠn , Âf ,]ö#ä a^•Ü]mÛ^þo ,]öÛ ,e^Ûo ,]mè]öÛßÇç...é)]öv r ^‡ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۵۔ دارقطنی، سنن الدارقطنی، کتاب الأقضیة و الأحکام ، ج ۴، ص ۲۰۳

۶۔ غزالی، المستصفیٰ، ج ۲، ص ۳۵۵

۷۔ ایک فرسخ تین میل کے برابر ہے: ملاحظہ ہو: حسین یوسف موسیٰ و عبدالفتاح السعیدی، الافصاح فی فقه اللغة، مادہ "رس خ"، ج ۲، ص ۱۳۵۲، Ú³Ô†³Ž[³Ô] ^³Ò†³Ú g³jÓ³Ú †³Ž[³Ô] ^³Ò†³Ú [Ý ¡³ÂŸ] g³jÓ³Ú (oÚ ¡ ‰¦] > `†]á ۱۴۰۴ھ۔ تین میل تقریباً ۴٫۸۲۸۰۳ کلو میٹر کے برابر ہیں۔

۸۔ غزالی، المنخول من تعلیقات الأصول ص ۴۶۸

۹۔ ابو یعلیٰ، محمد بن الحسین الفرّاء (م ۴۵۸ھ)، [ä̈ÏËÕ] Ùç ' ©oÊ é,Ã³Õ) ج ۸، ص ۱۵۹۰، ...‹ Š) èÓ×ÛÛÕ](èn•ç³Ã³ŠÕ] ène†³³Ã³³Õ] ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷۔ شوکانی، ارشادالفحول، ص ۴۳۰۔ زرکشی، البحر المحیط فی اصول الفقه، ج ۶، ص ۲۲۰

۱۰۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۴۲۳، •[... ' ^³³³•...) æ†³ne | ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء

۱۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قوله تعالیٰ: ویوم حنین......ج ۲، ص ۶۱۸، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱

۱۲۔ ابو یعلیٰ، العدة فی اصول الفقه، ج ۸، ص ۱۵۹۰

۱۳۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی (م ۳۷۰ھ)، اصول الجصاص [³Õ]o³³Û³ŠÛ³Õ] ' ³Ë³Õ] o³Ê Ùç ' ¢] Ùç، ج ۲، ص ۳۷۵ و ما بعد، •[...]ÓjÓÕ] (ènÛ×ÃÕ] æ†ne | á^ßfÕ•۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء

۱۴۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷

۱۵۔ حوالہ بالا ج ۴، ص ۴۰۷

۱۶۔ ابن حزم، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۵، ص ۱۳۲

۱۷۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷۔ ابوالحسین بصری، المعتمد فی اصول الفقه، ج ۲، ص ۲۱۲ و ۲۴۳۔ ابن برہان فوری، الوصول الی الأصول، ج ۲، ص ۳۷۶۔ ارموی، صفی الدین، نہایةالوصول، ج ۸، ص ۳۸۱۶۔ شیرازی، التبصرة ص ۵۱۹۔ ارموی، سراج الدین محمود بن ابی بکر (م ۶۸۲ھ)، التحصیل من المحصول، ج ۲، ص ۲۸۴، Ú³©‰ŠèÕ]†³‰^Ûè) æ†ne | ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔ طوفی، شرح مختصر الروضة، ج ۳، ص ۵۸۹۔ شیرازی، اللمع، ص ۱۳۳۔ ابن عقیل، الواضح فی اصول الفقه، ج ۵، ص ۳۹۱

۱۸۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۷

۱۹۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قوله تعالیٰ: و یوم حنین......ج ۲، ص ۶۱۸

۲۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۴۲۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الأحزاب، ج ۲، ص ۵۹۱

۲۱۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب هل ینفخ فی ید یه بعد ما یضرب......ج ۱، ص ۴۸

۲۲۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، [Û‚Õ]èß،ÛÕ]ÓfÕ†þ efçŸÑ Ú ' † [ÛÕ]vÛè ۱۳۰۰ھ+•[...]ÕÛÃ†Êè) æ†ne | á^ßfÕ، ج ۱، ص ۳۷۶

۲۳۔ شیرازی، التبصرة فی اصول الفقه، ص ۵۲۰

۲۴۔ آمدی، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۴، ص ۴۰۹

۲۵۔ ارموی، صفی الدین، نہایۃ الوصول، ج ۸، ص ۳۸۲۲

۲۶۔ جصاص، ابوبکراحمد بن علی رازی (م ۳۷۰ھ)، احکـام القـرآن، ج ۱، ص ۳۷، سہیل اکیڈمی، لاہور پاکستان ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء

۲۷۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث سجستانی (م ۲۷۵ھ)، سنـن ابـی د اؤد، کتـاب الـصلوٰۃ، باب اذا صلی خمساً، ج ۱، ص ۳۱۲، •[...] gjÓô] (ènÛ×Ãô] æ†ne I á^\fô) ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

۲۸۔ حاکم نیشاپوری، الـمستـدرک، کتـاب الصوم، ج ۱، ص ۴۳۱۔ ابو داؤد، سنـن ابـی داؤد، کتـاب الصوم، باب القبلۃ للصائم، ج ۲، ص ۱۸۰۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۲۱، ۵۲

۲۹۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسین قشیری (م ۲۶۱ ھ)، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف، ج ۲، ص ۶۹۷ ومابعد، •[...](†ÓËô) æ†ne I á^\fô)۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۳۰۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المحار بین من اھل الکفر و الردۃ، باب ماجاء فی التعریض، ج ۲، ص۱۰۱۲

۳۱۔ حوالہ بالا، ابواب العمرۃ، باب الحج والنذر عن المیت......، ج ۱، ص ۲۵۰

۳۲۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت، ج ۲، ص ۸۰۴

۳۳۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی (م ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجہ) کتاب الصیام، باب من مات و علیہ صیام من نذر، ج ۲، ص ۳۵۳) •[...] (èÊ†ÃÛô) æ†ne I á^\fô، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

۳۴۔ نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ)، سنـن الـنسائی، کتـاب مـناسـک الـحـج، باب الحج عن المیت الذی نذرأن یحج، ج ۵، ص ۱۲۳، •[...] èÊ†ÃÛô] æ†ne I á^\fô۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء

۳۵۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم (م ۱۸۲ھ)، کتـاب الآثـار، ص ۱۲۴، •[...]g³³jÓ³ô] (ènÛ×Ã³ô) æ†³ne I + èfjÓÛ³ô/ [èn†$¢) جامع مسجد اہلحدیث باغ والی، سانگلہ ہل پاکستان

۳۶۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب بدء الأذان، ج ۱، ص ۸۵

۳۷۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر...... ج ۳، ص ۱۳۵۸

۳۸۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ)، السیرۃ النبویۃ، ج ۲، ص ۲۷۲، Ú_fÃè Ú ’ _Ëö [oe^fô] ofxvô] æ [(å•Ÿæ) Ú ’ † ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء

۳۹۔ عبد الرزاق، ابوبکر بن ہمام صنعانی (م ۲۱۱ھ)، الـمـصـنّف، کتـاب الـمغازی، واقعۃ الأحزاب و بنی قریظۃ، ج ۵، ص ۳۶۷ و ۳۶۸، [Ûô r × > [oÛ×Ãô ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء

۴۰۔ دارقطنی، سنن الدارقطنی، کتاب فی الأقضیۃ والأحکام، ج ۴، ص ۲۰۳

۴۱۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو، ج ۱، ص ۴۲۷

۴۲۔ حاکم نیشاپوری، الـمستـدرک، کتـاب معرفۃ الصحابۃ، ج ۳، ص ۵۷۷۔ احمد بن حنبل، مسـند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۳۶

۴۳۔ ابن ماجہ، سنـن ابـن مـاجـہ، کتـاب الأحـکـام، باب الرجلان یدعیان فی خصٍّ، ج ۳، ص ۱۰۷۔ دارقطنی، سنن الدار قطنی، کتاب فی الأقضیۃ والأحکام، ج ۴، ص ۲۲۹

۴۴۔ دارقطنی، سنن الدارقطنی، کتاب الأقضیۃ والأحکام، ج ۴، ص ۲۰۳

۴۵۔ طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد (م ۳۶۰ھ)، الـمعـجم الأوسط، ج ۲، ص ۳۵۰، èfjÓ³Ú [Ã³Û³ô] ^³³... Í (×ô Ž†

(Äm‡çjô]æ ...^m Š ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء

۴۶۔ مسلم، ‘ xnv³ (Ü×ŠÚ h^jô] (èeçjö] h^e é ð]†e Ý†u ofßö] ‘ o× ä‡ö] än×Â Ü×‰æ àÚ èfm†Ö] ، ج ۴، ص ۱۲۳۹

۴۷۔ حاکم نیشاپوری، المستدرک، کتاب الاحکام، ج ۴، ص ۸۸۔ مزید ملاحظہ ہو: ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الأقضیۃ، باب کیف القضاء، ج ۲، ص ۵۰۸

۴۸۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الأقضیۃ، باب اجتھاد الرای فی القضاء، ج ۲، ص ۵۰۱۔ دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م ۲۵۵)، سنن الدارمی، باب الفتیا و مافیہ من الشدۃ، ج ۱، ص ۶۰، •[...]gjÓÖ] (ènÛ×ÃÖ] æ†ne I á^ßfÖ] ۔ اس حدیث پر علماء نے کلام کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ ہم اس حدیث کو نہیں جانتے مگر اسی سند سے۔ اس کی اسناد متصل نہیں ہیں (ترمذی، جامع ترمذی، ابواب الأحکام، باب ما جاء فی القاضی کیف یقضی، ج ۱، ص ۴۸۱)۔ امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ساقط ہے، اس کے راویوں میں الحارث بن عمرو مجہول ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے دلیل لینا درست نہیں ہے (ابن حزم، الإحکام فی اصول الأحکام، ج ۶، ص ۳۵)۔ ابوالحسین بصریؒ کہتے ہیں کہ امت نے اس حدیث کو قبول کیا ہے (ابوالحسین بصری، المعتمد فی اصول الفقہ، ج ۲، ص ۲۱۳)۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ امت نے اس حدیث کو قبول کیا ہے اور کسی نے اس حدیث میں طعن اور اس سے انکار نہیں کیا۔ جو حدیث ایسی ہو جس میں کوئی طعن نہ ہو اور کوئی اس کا انکار نہ کرے تو اس حدیث کے مرسل ہونے میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ اس کی اسناد کے بارے میں بحث نہیں کی جائے گی (غزالی، المستصفیٰ، ص ۲۹۳)۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں حارث بن عمرو ہیں جو اسے اصحاب حضرت معاذ بن جبلؓ میں سے کئی اشخاص سے نقل کرتے ہیں لیکن ان کا نام نہیں لیتے۔ یہ شہرت میں اور زیادہ ہے بہ نسبت اس کے کہ کسی ایک کا نام لیتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کے اصحاب کی شہرتِ علم و دین اور فضل و صدق خوب ظاہر ہے۔ ان کے اصحاب میں سے کوئی بھی متہم بالکذب نہیں ہے۔ کسی پر جرح نہیں ہے۔ وہ سب بہترین مسلمان تھے اور اہلِ علم کو اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس سے نیچے کے راوی شعبہ ہیں اور بعض ائمہ حدیث کا قول ہے کہ جس حدیث کی سند میں شعبہ ہوں، اسے دونوں ہاتھوں سے تھام لو (ابن قیم، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکرالجوزیہ (م ۷۵۱ھ)، اعلام المؤقعین عن رب العالمین، ج ۱، ص ۲۰۲، •[...]ôr nØ ß×Ž† æ [ôjç‡mÄ æ [ô_f^ÂÈ) !á^ßfÖ I æ†ne

۴۹۔ جصاص، اصول الجصاص، ج ۲، ص ۲۲۷۔ مزید ملاحظہ ہو: ابوالحسین البصری، المعتمد فی اصول الفقہ، ج ۲، ص ۲۲۲

۵۰۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۲، ص ۲۳۳

۵۱۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۵۲۔ ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر (م ۷۷۴ھ)، البدایۃ و النھایۃ، ج ۵، ص ۱۰۷، المکتبۃ القدوسیہ، اردو بازار، لاہور پاکستان ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

۵۲۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام، باب القضاء بالقرعۃ، ج ۳، ص ۱۰۹

۵۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب امر الوالی اذا وجّہ امیرین، ج ۲، ص ۱۰۶۳

۵۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۴، ص ۸۳، ۱۴۳

۵۵۔ یہ قبائل لخم اور جذام سے جنگ تھی۔ یہ مقام وادی قریٰ سے آگے ہے۔ اس کے اور مدینہ کے درمیان دس ایام کی مسافت ہے۔ جُذام کے علاقے میں چشموں جنہیں سلسال کہا جاتا ہے، پر اُترنے کے باعث اس غزوہ کو ذات السلاسل کا نام دیا گیا۔ ملاحظہ ہو: بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۂ ذات السلاسل ، ج۲، ص ۶۲۵ ۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ، ج ۲، ص ۱۳۱ ۔ ابن اثیر، ابو الحسن علی بن ابی المکرّم محمد بن محمد (م ۶۳۰ھ)، الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۱۵۶، •[... ' ^•...) æ†ne | ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۵۶۔ بخاری، صحیح البخاری ، کتاب المغازی ، باب غزوۃ ذات السلاسل، ج ۲، ص ۶۲۵

۵۷۔ ابو داوٗد، سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب اذاخاف الجنب البرد أ یتیمم، ج ۱، ص ۱۳۴

۵۸۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ سیف البحر، ج ۲، ص ۶۲۵و۶۲۲

۵۹۔ حوالہ بالا، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة، ج ۲، ص ۸۵۵

۶۰۔ حوالہ بالا، کتاب المناسک، باب اذا صاد الحلال، ج ۱، ص ۲۴۵

۶۱۔ نسائی، سنن النسائی، کتاب الغسل، باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوٰة ، ج ۱، ص ۴۳۲

۶۲۔ ابو داوٗد، سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب الجنب یتیمم ، ج ۱، ص ۱۳۲ و ۱۳۳

۶۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب صلوٰة الخوف، باب صلوٰة الطالب والمطلوب، ج ۱، ص ۱۲۹

۶۴۔ حوالہ بالا، کتاب التیمم، باب هل ینفخ فی یدیه، ج ۱، ص ۴۸

۶۵۔ ترمذی، صحیح الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، باب و من سورة النور، ج ۱۲، ص ۴۲ وما بعد

۶۶۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب ما انهر الد م من القصب......، ج ۲، ص ۸۲۷

۶۷۔ نسائی، سنن النسائی، کتاب البیو ع، باب بیع الطعام قبل أن یستوفی، ج ۵، ص ۳۳۰

۶۸۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۵۲ ۔ ابن کثیر، البدایة و النهایة، ج ۵، ص ۱۰۷

۶۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۴۲۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو علی حکم رجل، ج ۱، ص ۴۲۷

۷۰۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة، ج ۲، ص ۸۵۵

۷۱۔ حوالہ بالا، کتاب الطب، باب الشرط فی الُرقْیَة بقطیع من الغنم ، ج ۲، ص ۸۵۴

۷۲۔ نسائی، سنن النسائی، کتاب الغسل، باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوٰة ، ج ۱، ص ۴۳۲

۷۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب صلوٰة الخوف، باب صلوٰة الطالب والمطلوب، ج ۱، ص ۱۲۹

۷۴۔ اس حدیث کا بقیہ مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہانیؓ سے پوچھا: تمہارے کتنے بچے ہیں؟ حضرت ہانیؓ نے عرض کی: شریح، عبد اللہ اور مسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابو شریح ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کے بچوں کے لیے دعا فرمائی۔ ملاحظہ ہو: نسائی، سنن النسائی، کتاب آداب القضاة، باب اذا حکموا رجلا فقضی بینهم، ج ۸، ص ۲۲۶، ۲۲۷

۷۵۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب القائف، ج ۲، ص ۱۰۰

۷۶۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱، ص ۵۷، ĐŽÚ• oö]^Çö] èfjÓÚ (I æ†ne á^Ê†Ãö] Øa^ßÚ èŠ‰©Ú

۷۷۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجه، كتاب الأحكام، باب القضاء بالقرعة، ج ۳، ص ۱۰۹

۷۸۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، كتاب الطهارة، باب اذا خاف الجنب البرد أ يتيمم، ج ۱، ص ۱۳۴

۷۹۔ مسلم، صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب صلح الحديبية فی الحديبية ، ج ۳،ص ۱۴۰۹، ۱۴۱۰

۸۰۔ بخاری، صحيح البخاری، كتاب الذ بائح والصيد، باب الضب، ج ۲،ص ۸۳۱

۸۱۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، كتاب الطهارة، باب الجنب يتيمم ، ج ۱ص ۱۳۲، ۱۳۳

۸۲۔ بخاری، صحيح البخاری، كتاب التيمم، باب هل ينفخ فی يديه، ج ۱، ص ۴۸

۸۳۔ حوالہ بالا، كتاب النكاح، باب الترغيب فی النكاح، ج ۲، ص ۷۵۷،۷۵۸

۸۴۔ حوالہ بالا، كتاب الصوم، باب قوله تعالٰی كلوا واشربوا حتی يتبيّن ......ج ۱، ص ۲۵۷

۸۵۔ حوالہ بالا، كتاب المغازی، باب بعث النبی صلی اللّٰه عليه وسلم خالد بن وليد ......، ج ۲، ص ۶۲۲

۸۶۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جرير (م ۳۱۰ھ)، تاريخ الأمم و الملوک، ج ۳، ص ۹۹، •[...]ÖË†ÓË ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۸۷۔ مسلم، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفی عنها زوجها،و غيرها، بوضع الحمل، ج ۲، ص ۱۱۲۲ ۔ بخاری، صحيح البخاری، كتاب الطلاق، باب واولات الأحمال اجلهن أن يضعن حملهن ، ج ۲، ص ۸۰۱،۸۰۲